مولانا عبید اللہ سندھیؒ

افکار و اذکار

امامِ انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ سراپا انقلاب تھے۔ ان کی انقلاب انگیز زندگی پیہم جدوجہد مسلسل مطالعہ و فکر، بے پایاں مشاہدہ و تجربہ اور بے پناہ عزم و اخلاص، ایثار و استقلال سے عبارت تھی انھوں نے قوم و ملت کی فلاح و بہبود، شوکت و عظمت کی خاطر منصوبے اور لائحۂ عمل تیار کئے اپنے مقصودوں اور مقاصد کی تحصیل و تکمیل کے لئے شب و روز کام کیا اپنے علم و عمل کی روشنی میں دوسروں کو فکر و عمل کی ترغیب دی۔ انھوں نے اپنے افکار و خیالات کی تبلیغ اور شاہ ولی اللہ کے علوم و معارف کی ترویج و اشاعت کے لئے نہ صرف متحدہ ہندوستان کے گوشے گوشے میں سیاسی، علمی، تعلیمی انجمنیں اور ادارے قائم کئے بلکہ جہاں بھی گئے وہاں کے اجتماعات سے خطابات کئے۔ اپنی تحریروں اور تقریروں سے لوگوں کے دلوں میں انقلاب کی رُوح پھونک دی۔

یہ حقیقت ہے کہ اسلامی تعلیمات اور امور سیاسیات پر جیسی بلند نگاہ اور وسیع نظر مولانا عبید اللہ سندھی کی تھی اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ مولانا عربی فارسی، سندھی، اردو کے عالم بے بدل تھے۔ ان تمام زبانوں پر ماہرانہ قدرت رکھتے تھے۔ انگریزی سے خوب واقف تھے۔ مولانا شعلہ بیاں مقرر نہ تھے (یہ بات راقم کو مولانا سعید احمد اکبر آبادی مرحوم کی زبانی معلوم ہوئی) لیکن وہ اپنی تقریروں اور خطبات میں اس قدر موثر و دل چسپ پیرایۂ بیان اختیار کرتے تھے کہ ان کی باتیں دلوں میں اتر جاتی تھیں۔ ان کی گفتگو سلیس اور صاف ہوتی تھی مگر اپنے موقف و نظریہ کو منوانے کی بلا کی قوت رکھتے تھے۔ البتہ علمی موضوع اور مباحث میں عالمانہ زبان و بیان کو لازمی قرار دیتے تھے۔ قرآن، حدیث اور علوم اسلامی کی روشنی میں تفسیر و تشریح علم و حکمت

سے متعلق مولانا نے عربی و اردو میں متعدد کتابیں تحریر فرمائیں ان کے علاوہ مولانا نے بے شمار کتابوں کے تعارف پیش لفظ، مقدمات اور تقاریر لکھیں جو فکر و نظر اور علم و بصیرت سے معمور ہیں، شاہ ولی اللہؒ کی عبقات کا اردو ترجمہ بھی مولانا عبیداللہ نے کیا تھا جو بالاقساط ماہنامہ "الولی" حیدرآباد (اکتوبر، نومبر ۱۹۷۲ء) میں شائع ہو چکا ہے اگر ان سب کو جمع کر کے کتابی شکل میں شائع کرا دیا جائے تو معارف عبیداللّٰہی کی کئی مفید جلدیں مرتب ہو سکتی ہیں۔

زیر نظر مقالے میں مولانا عبیداللہ سندھی کے کتب و رسائل کا تعارف اور ان کے حوالوں سے ان کے تلامذہ معتقدین و ناقدین کی نگارشات و تالیفات کا ذکر کیا جائے گا جن کی روشنی میں مولانا کے وسیع مطالعہ، ہمہ جہت علمی و سیاسی بصیرت اور معارف ولی اللّٰہی سے غیر معمولی شیفتگی کے ساتھ ساتھ ان کے افکار و معارف، خدمات و کمالات اور فکر انگیز انقلابی تحریکات و رجحانات سے بخوبی آگہی ہو سکتی ہے[۱]

۱۔ اردو کے دو رسائل

یہ رسالے راقم کی نظر سے نہیں گذرے لیکن علامہ غلام مصطفٰے قاسمی صاحب کا ارشاد ہے کہ دونوں رسالے اردو میں ہیں۔ ان کے بارے میں خود مولانا عبیداللہ رقمطراز ہیں "۱۳۱۵ھ میں دیوبند پہنچا اپنے مطالعہ کا نمونہ دو رسالے لکھ کر ساتھ لے گیا۔ ایک علم حدیث میں، دوسرا فقہ حنفی میں، حضرت مولانا (شیخ الہند) نے دونوں رسالے پسند فرمائے"۔ (خطبات ص: ۶۶)

۲۔ افادات و ملفوظات مولانا عبیداللہ سندھی

مرتبہ پروفیسر محمد سرور، مطبوعہ سندھ ساگر اکیڈمی لاہور ۱۹۷۲ء
ضخامت ۵۱۲ صفحات۔

یہ کتاب مولانا عبیداللہ کے ان افادات اور ملفوظات پر مشتمل ہے جنھیں محمد سرور نے مولانا کی صحبتوں میں رہ کر قلمبند کئے تھے۔ ان ملفوظات کے مطالعہ سے مولانا کے سیاسی و علمی تحریکات و اجتماعات، دینی و فکری رجحانات، عقائد و تعلیمات اور تاریخ و سیاست سے متعلق مسائل و مباحث کے متعدد پہلو اجاگر ہوتے ہیں

۳۔ کابل میں سات سال

مطبوعہ سندھ ساگر اکیڈمی لاہور ۱۹۵۵ء سن تحریر جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ / اکتوبر ۱۹۳۳ء دوران قیام مکہ معظمہ، ایک سو بارہ صفحات کی اس مختصر سی کتاب میں مولانا نے افغانستان (۱۵ اکتوبر ۱۹۱۵ء) سے، روس

(۱۵ اکتوبر ۱۹۲۲ء) تک کی یادداشتوں پر مشتمل وہ حالات و واقعات، مشاہدات و تجربات، مشاغل و مصروفیات قلم بند کی ہیں جو انھیں ان تاریخی سفر اور قیام کے زمانے میں پیش آئیں۔ مولانا کی یہ تاریخی یادداشتیں پہلے ۱۹۴۶ء میں لاہور سے چھپیں۔ اس کتاب کے آغاز میں شیخ الاسلام حضرت سید حسین احمد مدنیؒ کا ایک افتتاحی مقالہ شامل ہے "کابل میں سات سال" کے شروع میں محمد سرور کا ایک دل چسپ اور فکر انگیز مقدمہ بھی زیب کتاب ہے جس سے مولانا کے کابل کے سفر کا تاریخی پس منظر سامنے آتا ہے۔

اس کتاب میں مولانا عبید اللہ کی خود نوشت سوانح حیات بھی شامل ہے جس کی بناء پر کتاب کی افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس طرح یہ کتاب مولانا کے حالات زندگی اور ان کے خیالات و نظریات کو سمجھنے کے لئے بنیادی ماخذ کا درجہ رکھتی ہے ان کے حالات زندگی کا یہ حصہ پہلے ۲۷ فروری ۱۹۳۹ء کے روزنامہ انقلاب لاہور (زیر ادارت عبدالمجید سالک مرحوم) میں شائع ہوا تھا۔

۴۔ خود نوشت سوانح عمری (غیر مطبوعہ)

دستور انقلاب مطبوعہ مکتبہ بیت الحکمت لاہور کے آخری گرد پوش پر مندرجہ ذیل اشتہار درج ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمانے میں مولانا کی یہ کتاب زیر طبع تھی۔ اس اشتہار میں یہ عبارت درج ہے

"مولانا عبید اللہ سندھی کی خود نوشت سوانح عمری مع دیگر حالات جو مختلف ماخذوں سے لئے گئے ہیں۔"

۵۔ استنبول کا پروگرام

موسوم بہ نیشنل کانگریس میں تحریک آزادی کا دوسرا دور یعنی کانگریس کمیٹی کابل کا سرداری پروگرام اور مہابھارت سرداجیہ پارٹی پروگرام۔

یہ کتابچہ دراصل مولانا عبید اللہ کا وہ تاریخی و سیاسی پروگرام ہے جسے انھوں نے استنبول (ترکی) میں بیٹھ کر مرتب کیا تھا پہلے اردو میں ۱۹۲۴ء میں کتابی صورت میں چھپا۔ اس کا انگریزی ترجمہ مولانا کے سکرٹری اور ساتھی ظفر حسین ایبک نے "دی کانسٹی ٹیوشن آف دی فیڈریلیٹڈ انڈیا" (THE CONSTITUTION OF THE FEDEARLATED INDIA) کے نام سے کیا جو استنبول ہی سے ۱۹۲۶ء میں طبع ہوا۔

استنبول کا پروگرام یا تاریخی اور سیاسی منشور جسے "سرداجی نظام" بھی کہا جاتا ہے، انگریزی اور اردو دونوں کتابچے ہندوستان میں ضبط کر لئے گئے اور ان کے سرکولیشن (CIRCULATION) پر

پابندی عاید کردی گئی۔

اس منشور میں مولانا نے ہندوستان کی آزادی سے متعلق اپنی تجاویز اور دستور العمل کی وضاحت کی ہے اس کے آخری صفحے پر مولانا عبیداللہ سندھی اور ظفر حسن کے کانگریس سرداحبیہ کمیٹی کابل کے صدر اور سکریٹری کے دستخط ہیں۔ اس طرح یہ منشور اپنی اہمیت کے اعتبار سے ایک تاریخی دستاویز ہے اس دستاویز کی افادیت کا اندازہ پروفیسر محمد سرور کے ان الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے۔

"اس کی بعض بنیادی باتیں آج بھی اتنی انقلابی اور قبل از وقت معلوم ہوتی ہیں کہ انھیں عوام کے سامنے پیش کرنے کی ہم میں سے شاید کسی کو ہمت ہو"۔ [۱]

۶۔ ذاتی ڈائری

مرتبہ مولانا عبیداللہ لغاری تصحیح ونظر ثانی ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان سابق صدر شعبہ اردو جامعۂ سندھ۔ ناشر شعبۂ سندھالوجی جامعہ سندھ۔ یہ مولانا عبیداللہ سندھی کی ذاتی ڈائری ہے جو مولانا کے افغانستان روس، ترکی، حجاز کے زمانہ قیام میں مشاہدات وتجربات اور غور وفکر پر محیط ہے مولانا لغاری نے اسے بڑی محنت اور انہماک سے ترتیب دی ہے۔ یہ ڈائری مولانا کی سیاسی وعلمی زندگی سے متعلق نہایت اہم اساس وماخذ کی حیثیت رکھتی ہے اس کے بارے میں برصغیر کے ممتاز عالم دین، مفکر اسلام، نامور محقق اور نقاد اور سابق صدر شعبہ اردو جامعہ سندھ ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان صاحب کی بیگراں قدر رائے بڑی افادیت کی حامل ہے انھوں نے اپنے ایک گرامی مورخہ ۔ ار ستمبر ۱۹۷۲ء میں اپنی رائے کے ساتھ ساتھ اس کتاب کی اشاعت کی خواہش بھی ظاہر کی تھی۔

"خدا کرے مولانا عبیداللہ کی ذاتی ڈائری .... جلد از جلد منصہ شہود پر آجائے تاکہ ان کی سیاسی تحریک کے بہت سے گوشے بے نقاب ہو سکیں"۔

۷۔ خطبات مولانا عبیداللہ سندھی

ناشر مکتبہ بیت الحکمت لاہور، ناشر کے ان الفاظ سے اس کتاب کے موضوع اور متن کے بارے میں کچھ آگاہی ہو سکتی ہے۔

"...... جن میں حضرت مولانا نے ہندوستانی نوجوانوں کے سامنے فکر وعمل کی نئی راہیں کھول دی ہیں اور امید وانقلاب کا وہ پیغام دیا ہے جو جمود کو توڑ کر دلوں میں ہلچل ڈال دیتا ہے"

۸۔ خطبات و مقالات مولانا عبیداللہ سندھی

ضخامت ۲۲۴ صفحات۔ یہ پہلا ایڈیشن ہے جو راقم سطور کے پیش نظر ہے یہ کتاب قبل از پاکستان شائع ہوئی تھی اس میں کہیں سنہ اشاعت و طباعت درج نہیں ہے اس کتاب کا دوسرا اڈیشن ۱۹۷۰ء میں سندھ ساگر اکیڈیمی لاہور کے تحت منظر عام پر آچکا ہے۔

خطبات و مقالات کے اس مجموعے کو محمد سرور نے مرتب کیا ہے اس کتاب کے پہلے حصے میں مولانا عبیداللہ کے پانچ خطبات (کلکتہ، ٹھٹھہ، مدراس، حیدرآباد اور شہداد کوٹ) ہیں۔ شہداد کوٹ ضلع لاڑکانہ سندھ کا خطبہ ان کا آخری خطبہ تھا۔ عرض مرتب سے کتاب کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کے بعد مرتب کا نہایت مفید اور پر مغز مقدمہ ہے۔ دوسرے حصے میں چھ مقالات کے عنوانات یہ ہیں۔

جمنا نربدا سندھ ساگر پارٹی کا قیام، جمعیت خدام الحکمت، قومی اجتماع سندھ نیشنل ہے یا انٹرنیشنل؟ ہم کیا چاہتے ہیں؟ جامعہ ملیہ دہلی میں یادگار شیخ الہند کا افتتاح اور آخری مقالہ ہے بیت الحکمت (حکمت الامام ولی اللہ دہلوی جس کے اختتام پر "۱۰ر فروری ۱۹۴۲ء ہندی، بیت الحکمت قاسم العلوم لاہور" رقم ہے۔

اس کتاب میں مقدمہ کے بعد اور خطبات سے پہلے "میری زندگی" کے زیر عنوان مولانا عبیداللہ سندھی کے خود نوشت حالات ہیں جو ۲۷ر فروری ۱۹۳۹ء کے روزنامہ انقلاب لاہور میں شائع ہو چکے تھے۔ بعد میں "کابل میں سات سال" نامی کتاب میں بھی شامل کئے گئے۔ مولانا کی خود نوشت سوانح حیات سے نہ صرف ان کی زندگی اور شخصیت کے بہت سے اہم گوشے اجاگر ہوئے ہیں بلکہ مولانا سے متعلق بعض اختلافات اور غلط فہمیوں کا بھی ازالہ ہوا ہے۔

خطبات اور مقالات پر مشتمل یہ کتاب مولانا کے افکار و رجحانات، خیالات و تعلیمات کے سلسلے میں اس درجہ اہم ہے کہ مولانا کے بارے میں کوئی تحقیقی کام اس کتاب کے حوالے کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا۔

آغاز کتاب میں پروفیسر محمد سرور رقمطراز ہیں:

"مولانا مرحوم کے خطبات و مقالات کا یہ مجموعہ اہل ملک کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے اسے مولانا کے افکار و خیالات کی ایک تمہید سمجھنی چاہیئے * جو حضرت نے اپنے قلم سے مرتب کی ہے"

حقیقت یہ ہے کہ ان خطبات ومقالات کے مطالعے سے مولانا کی سیاسی وقومی تحریکات، علمی وتعلیمی جدوجہد، ملی واسلامی رجحانات، ولی اللٰہی نظریات، اقوام عالم کی تاریخ، تہذیب وثقافت کے منظر اور پس منظر کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے

ان خطبات ومقالات کی زبان نہایت صاف، سلیس وشستہ ہے انداز بیان موثر اور دل پذیر، ان کے براہین و دلائل، حوالے اور ماخذ معتبر، عالمانہ ومحققانہ ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہر خطبہ اور ہر مقالہ کے کسی نہ کسی پہلو مولانا کے مطمع نظر اور نکتہ نگاہ کی وضاحت وصراحت ہوتی ہے۔ زبان میں کوئی الجھاؤ نہیں کوئی پیچیدگی نہیں۔ جو بیان ہے واضح جو بات ہے صاف صاف اور جو الفاظ ہیں موزوں و برمحل۔

۹۔ قرآنی دستور انقلاب[۳۷]

مولانا بشیر احمد لدھیانوی مطبوعہ بیت الحکمت لاہور ۱۳۶۶ھ/۱۹۴۶ء مولانا بشیر احمد نے اس کتاب میں سورۂ مزّمّل اور سورۂ مدّثّر کی حکیمانہ تشریح شامل کی ہے اور مولانا سندھی کے طرز تفکر کا انقلابی نقطۂ نظر پیش کیا ہے اس کتاب کا پیش لفظ مولانا بشیر کے استاد مولانا سندھی نے بعنوان "لمحات طیبات" تحریر فرمایا۔

۱۰۔ افادات مولانا سندھی

مولانا بشیر احمد لدھیانوی نے مولانا عبیداللہ سندھی کی صحبتوں میں رہ کر قرآن مجید کے تفسیری افادات کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کیا تھا جو کئی جلدوں پر محیط ہے ان افادات کے کچھ حصے شورش کاشمیری مرحوم کے ہفت روزہ چٹان لاہور میں بالتساط ۵۵۔۱۹۴۵ء کے شماروں میں چھپ چکے ہیں۔

۱۱۔ درجہ نوآبادیات

مرتبہ مولانا بشیر احمد۔ مطبوعہ بیت الحکمت لاہور ۱۹۴۵ء یہ ایک فکر انگیز مقالہ ہے بقول مرتب "مولانا عبیداللہ سندھی کے ان خیالات کی بنیاد پر لکھا گیا جو انھوں نے اپنی جلاوطنی کے دوران ۱۹۳۴ء میں استنبول (قسطنطنیہ) سے ۱۹۳۹ء میں ہندوستان تشریف لاکر ظاہر فرمائے"

۱۲۔ شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ

مولانا عبیداللہ سندھی کا یہ معرکۃ آراء کتاب پہلی بار مولانا کی زندگی میں اشاعت پذیر ہوئی تھی۔ اس

وقت راقم کے سامنے جو کتاب ہے وہ اس کا چوتھا ایڈیشن (۱۹۷۰ء) ہے اور یہ استقلال پریس لاہور سے طبع ہو کر سندھ ساگر اکیڈمی سے شائع ہوا۔ کتاب کے شروع میں پروفیسر محمد سرور کا نہایت مدلل و مؤثر پیش لفظ، مقدمہ اور کتاب کے آخری حصہ میں مولانا نورالحق علوی کے حواشی شامل ہیں۔ مولانا نورالحق نے ان علما و مصنفین کی فکری و علمی خدمات و حوالہ جات کی تشریح و وضاحت بھی کی ہے جن کا تعارف یا ذکر اس کتاب کے متن میں آیا ہے۔

اس کتاب کا اصل متن مولانا عبیداللہ کا وہ مقدمہ ہے جو اس کتاب "شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ" کی اشاعت سے پہلے ماہنامہ الفرقان بریلی (حال مقامِ اشاعت لکھنؤ) کے نایاب و نادر شاہ ولی اللہ نمبر[۵] میں شائع ہوا تھا۔ بعد میں یہ مقالہ "امام ولی اللہ دہلوی اور ان کی حکمت کا اجمالی تعارف" جس کے پہلے صفحے پر کتاب کے نام کے نیچے لکھا ہے، از حضرت مولانا عبیداللہ سندھی مدظلہٗ۔ الفرقان کے ولی اللہ نمبر کے لئے لکھا گیا) کتب خانہ الفرقان لکھنؤ سے کتابی شکل میں مولانا کے حاشیوں کے ساتھ منظر عام پر آیا اور یہی نسخہ اس وقت راقم کے پیشِ نظر ہے۔

اس کتاب (مقالہ) کے آغاز میں "تقریب" کے زیر عنوان مولانا محمد منظور نعمانی مدیر الفرقان بریلی (ذلیقعدہ ۱۳۵۹ھ) نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ کسی طرح افادیت سے خالی نہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"یہ ایک عمیق علمی مقالہ ہے ...... حوالہ جات اور وفیات کی تفتیش میں بہت وقت لگا۔ ایک ایک حوالے کے لئے بسا اوقات پوری کتاب پڑھنی پڑی۔ وفیات کی تلاش میں بھی کافی محنت صرف ہوئی۔ لیکن یہ ضروری تھا کیونکہ وفیات کے تعیّن سے ہر تحریک کا دور متعیّن ہو جاتا ہے"۔

محمد سرور نے "شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ" کے پیش لفظ میں تحریر فرمایا ہے۔

"اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ ولی اللّٰہی حکمت کے معارف کو سمجھنے سمجھانے میں جو شغف حضرت مولانا کو رہا ہے وہ اس ضمن میں جس قدر تحقیق و کاوش آپ نے فرمائی اور اپنی عمر کا ایک طویل زمانہ اس کام میں صرف کیا اس کی ہندوستان میں کوئی نظیر نہیں مل سکتی"۔

اور مزید تبصرہ مقالہ سے متعلق حضرت علامہ سلیمان ندوی جیسے مقتدر و ممتاز عالم دین اور مفکر اسلام کی رائے گرامی سندِ آخر کا حکم رکھتی ہے۔

"مولانا سندھی کو میں نے بغور پڑھا ہے اور اس یقین کے ساتھ ختم کیا کہ بے شک مولانا کی نظر حضرت شاہ ولی اللہ کے فلسفے اور نظریات پر نہایت وقیع اور عمیق ہے"۔

یہ حقیقت ہے کہ معارف و حکمت ولی اللٰہی پر جتنی عمیق و گہری نظر اور قرآن و حدیث، فقہ و تاریخ کا جتنا وسیع مطالعہ مولانا عبید اللہ سندھی کا تھا وہ انہی کا حصہ تھا ان اکابر و مشاہیر کی گراں قدر آراء کے بعد مزید کسی تنقید و تبصرہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ زیر تبصرہ کتاب کے پانچ ابواب ہیں جن میں پہلے ملکات اور بعض اہم پہلوؤں کی تشریح کی گئی ہے۔ پھر قرآن حکیم، علم حدیث، قرآن کا بین الاقوامی انقلاب، فقہ و تصوف، حکمت و فلسفہ وغیرہ جیسے موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔ مولانا عبید اللہ سندھی نے اس مقالے میں امام شاہ ولی اللہ دہلوی کے افکار و نظریات پر قرآن و حدیث کی روشنی میں جس کمال و دلائل کے ساتھ اظہار خیال کیا ہے وہ ان کی دقت نظر اور فکری بصیرت پر دال ہے ہی نہیں بلکہ علوم ولی اللٰہی کے حوالے سے تاریخ و سیاست کی ایسی راہیں دکھائی ہیں جن پر گامزن ہو کر ملک و قوم کی عظمت و سربلندی کی معراج سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔

"شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ" کے علاوہ شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک، دیباچہ شرح حجۃ البالغہ قرآن مجید کا مطالعہ کیسے کیا جائے اور المقام المحمود مولانا عبید اللہ سندھی کی اردو کتابیں ہیں جن کے مطالعہ سے انکی اردو زبان سے شیفتگی کا پتہ چلتا ہے۔ اردو میں مولانا کی تقاریر، خطبات اور بے شمار تحریریں ملتی ہیں۔ ہمہ وقت ان کا ذریعہ اظہار اردو ہی ہوتا تھا۔ وہ عاشق رسول ؐ عاشق ملت اسلامیہ کے ساتھ ساتھ عاشق اردو بھی تھے۔ اردو کی ترویج و اشاعت میں مولانا نے جو کردار ادا کیا اس کا تذکرہ تاریخ ادب اردو میں ناگزیر ہوگا۔ بہ حیثیت ایک بلند پایہ صوفی، عالم دین، خطیب، مقرر، مفکر اور محسن اردو انھوں نے ملک و ملت اور عالم اسلام کی جو بے پناہ و بے مثال خدمات انجام دیں ان کی بدولت بھی وہ اردو دنیا میں بنظر استحسان دیکھے جائیں گے اور تاریخ اسلام میں ہمیشہ زندۂ جاوید رہیں گے۔

۱۳ قرآن حکیم کی تفسیر اور ترجمہ

ترجمہ قرآن موسوم بہ الہام الرحمٰن فی تفسیر القرآن و ترجمہ دو جلدوں میں، کبیر والا ضلع جھنگ: ادارہ بیت الحکمت ۱۹۷۷ء۔

جلد اول: سورۂ فاتحہ سے سورۂ مائدہ تک، جلد دوم، سورۂ انعام تا سورۂ تک۔

ان کے علاوہ مولانا عبید اللہ سندھی نے پارہ عم اور دیگر بعض پاروں کے ترجمے بھی کئے تھے۔ جو غالباً غیر مطبوعہ ہیں۔

حواشی

۱ے راقم الحروف (ڈاکٹر وفا راشدی) مولانا عبیداللہ سندھی کے نامور شاگرد اور رفیق کار علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب کا ممنونِ احسان ہے جن کی مشفقانہ و مخلصانہ رہنمائی میں شاہ ولی اللہ اکیڈیمی حیدرآباد (سندھ) کے کتب خانے سے استفادے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مولانا سندھی کی تخلیقات و نگارشات کے سلسلے میں علمی مجلس ڈاور کراچی سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

۲ے افادات و ملفوظات مولانا عبیداللہ سندھی، مرتب پروفیسر محمد سرور، ناشر سندھ ساگر اکیڈیمی لاہور ۱۹۷۲ء مملوکہ شاہ ولی اللہ اکیڈیمی حیدرآباد۔

۳ے قرآنی دستورِ انقلاب کا ایک نسخہ انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی کے کتب خانۂ خاص میں اس کے نگراں محترم مشفق خواجہ صاحب کے مشفقانہ تعاون کی بدولت راقم کی نظر سے گزرا اس کے علاوہ بھی شاہ ولی اللہ اکیڈیمی اور مولانا عبیداللہ سندھی کے حوالے سے کئی کتب و رسائل اس کتب خانے میں پڑھنے کو ملے۔

۴ے مولانا نورالحق علوی مولانا عبیداللہ سندھی کے تلمیذ رشید اور فیض یافتگان میں سے ہیں۔ اورینٹل کالج لاہور کے پروفیسر رہ چکے ہیں۔ انھوں نے اس کتاب کے حاشیے بڑی محنت، دیدہ وری اور تفکر و نظر سے لکھے ہیں۔

۵ے الفرقان کے شاہ ولی اللہ نمبر کا دوسرا ایڈیشن جس میں یہ مقالہ شامل ہے (مطبوعہ ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء) محترمی علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی کی عنایت و نوازش سے شاہ ولی اللہ اکیڈیمی حیدرآباد کے کتب خانے میں راقم کی نظر سے گزر چکا ہے۔

۶ے مقالہ "امام ولی اللہ دہلوی کی حکمت کا اجمالی تعارف" کا یہ نسخہ محترمی ڈاکٹر نجم الاسلام صاحب صدر شعبۂ اردو سندھ یونیورسٹی کی ذاتی ملکیت ہے۔ راقم الحروف ان کا سپاس گذار ہے کہ ان کی علم دوستی اور پرخلوص اعانت و کرم کی بدولت یہ نسخہ اور اس کے علاوہ ان کے نجی کتب خانے میں کئی دیگر کتابوں سے استفادے کا شرف حاصل ہوا۔

۷ے قرآن مجید کے اردو تراجم مع مختصر تاریخ القرآن و تراجم القرآن مولفہ جمیل نقوی مطبوعہ ادب نما کراچی، ۱۹۸۵ء

مفکرین اسلام مولفہ عبیداللہ قدسی مطبوعہ انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی ۱۹۸۴ء